وسیلہ بالاشخاص
مصنف
شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ
مُفتی مُحمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی
باھتمام حضرت علامہ سید حمزہ علی قادری مدظلہ العالی
ناشر
عطاری پبلشرز
کمرہ نمبر 501، پانچویں منزل،
جیلانی سینٹر، نزد میری ویدر ٹاور، کراچی

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

الوسیلہ بالا شخاص

مصنف

فیض ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ، العالی

با اہتمام

حضرت علامہ مولانا حمزہ علی قادری

ناشر

عطاری پبلشرز (مدینہ المرشد) کراچی

فون نمبر: 2446818

فون نمبر موبائل: 0300 - 8271889

فون: 0300-8229655 - 2316838

نام کتاب : الوسیلہ بالا شخاص

مصنف : فیض ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین
حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ، العالی

با اہتمام : حضرت علامہ مولانا حمزہ علی قادری

ناشر : عطاری پبلشرز (مدینہ المرشد) کراچی

اشاعت : شوال المکرم 1423ھ ، دسمبر 2002ء

صفحات : 44

قیمت : 25روپے

کمپوزنگ و پرنٹنگ : الریحان گرافکس

فون:2316838 فون موبائل: (0320-5028160)

پروف ریڈنگ: ابوالرضا محمد طارق قادری عطاری

فون موبائل : (0300-2218289)

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ	4
۲	توسل کی حقیقت	6
۳	(الف) قرآن مجید سے توسل کا ثبوت	7
۴	(ب) حدیث شریف سے توسل کا ثبوت	8
۶	جمہور اہلسنّت والجماعت حنفیہ شافعیہ وغیرہما کے نزدیک بزرگوں کی ذوات واعمال سے توسل کرنا جائز ہے	11
۷	مولوی تھانوی سے توسل کا ثبوت	13
۸	اکابر علماء دیوبند کے متفقہ فتویٰ سے توسل کا ثبوت	13
۹	تقاریظ وتصدیقات فضلاء وعلماء دیوبند	17
۱۰	تحریرات فضلائے دہلی	18
۱۱	آیت وسیلہ	22
۱۲	نبی ﷺ وولی کا وسیلہ کام آگیا	30
۱۳	صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عمل	34
۱۴	بچپن میں وسیلہ	36
۱۵	وسیلہ اور ائمہ اربعہ	37
۱۶	وسیلہ اور علمائے امت ومشائخ ملت	39

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ

وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

پیش لفظ

امابعد! ہمارے دور میں نجدی وہابی اور بعض دیو بندی صرف اعمال کو وسیلہ مانتے ہیں اور وسیلہ بالاشخاص یعنی انبیاء اولیاء کے وسیلہ کو شرک بتاتے ہیں۔فقیر نے اس رسالہ میں دیو بندی فرقہ کے منکرین وسیلہ بالاشخاص کے لئے ان کے اکابر کی تصریحات پیش کی ہیں تاکہ ملک وملّت کی فضا مکدر نہ ہو اور آخر میں قرآن وحدیث واقوال اسلاف سے مسئلہ مؤید کیا ہے۔

یہ رسالہ عزیزم محمد اسلم قادری اویسی کے سپرد کیا تاکہ وہ اسے شائع کر کے اہل اسلام کیلئے مشعل راہ ہدایت کا سبب بنیں۔ناشر اور میرے لئے آخرت کا توشہ ہو۔

وماتو فیقی الاباللہ االعلی العظیم

وصلی اللہ تعالےٰ علے حبیبہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

فقط: **محمد فیض احمد اویسی رضوی** غفرلہ

بہاول پور پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

امابعد! وسیلہ بالاشخاص یعنی انبیاؤ اولیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بنا کر مشکلات حل کرانا صحابہ کے معمولات وعقائد میں شامل ہے چند روایات رسالہ ھٰذا میں حاضر ہیں۔

نجد سے وہابی تحریک نے یہ مسئلہ بھی شرک میں داخل کیا خطہ ہند کے وہابی آج تک ان کے نقشِ قدم پر ہیں دیو بندی دو گروہ ہیں ایک اصلی دوسرے ڈالڈے۔یہ رسالہ وسیلہ بالاشخاص کا ابتدائی مضمون ڈالڈا قسم کے دلائل پر مشتمل ہے۔

اصل وجہ یہ ہوئی کہ دیو بندی بھی در حقیقت وہی وہابی ہیں لیکن چونکہ عوام اہل اسلام میں وہابیت بالخصوص خطہ ہند میں غیر مقلدیت کے طرز خاصی بدنام ہوچکی تھی اسی لئے دارالعلوم دیو بند کے فضلاء فضا کو ہموار کرنے کے لئے حنفیت کا لبادہ اوڑھ کر شکار کھیلنے لگے۔ان میں غلام اللہ خان راولپنڈی کو جب سے سعودی ریال ملے تو حنفیت کے نام کو برقرار رکھ کر اصلی وہابیت کا پرچار کرنے لگا اس سے دیو بندیت کو کافی دھچکا لگا۔

محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ دیو بندیوں سے وہابیت کا اظہار غلام اللہ خان کرتا رہتا ہے اسی لئے دیو بندیوں نے اسے بظاہر اپنے سے دور رکھا اس نے ریال سعودی کے زور پر ایک جتھہ بنالیا۔وہ جتھہ تحریر وتقریر میں کہتے کہ ہم اصلی دیو بندی ہیں اور وہ دوسرے ڈالڈے۔

فقیر نے ان کے اس اصلی وڈالڈے کے فرق کو علیحدہ رسالہ میں جمع کر دیا ہے اس تحریر میں ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ احسان شجاع آبادی مولوی خیر محمد جالندھری کو سوال لکھتا ہے کہ وسیلہ بالاشخاص کو بعض مدعیان علم شرک کہتے ہیں ان سے وہی غلام

خانی جتھہ مراد ہے ورنہ ان کے بڑے بڑے وسیلہ بالاشخاص کے قائل ہیں چنانچہ مولوی خیر محمد جالندھری ثم ملتانی کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔ جو ماہنامہ خیر البلاد خیر پور ضلع بہاول پور سے شائع ہوا بعنوان آپ نے پوچھا ہے توسل بالانبیاؤ الاولیا کے بارے میں مفصل ومدلل فتویٰ۔

سوال (۱): مسائل ذیل میں توسل بالانبیاء والاولیاء کی حقیقت کیا ہے۔

(۲) انبیاء علیہم السلام اور اولیاء عظام اور صلحاء کرام کے توسل سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا کیسا ہے۔ خواہ وہ اس دنیا میں زندہ ہوں یا فوت ہو چکے ہوں۔ خواہ ان کی ذوات سے توسل کیا جائے یا ان کے اعمال سے ایسا توسل جائز ہے یا حرام یا شرک۔

(۳) علماء حنفیہ خصوصاً اکابر علمائے دیوبند کا مسلک توسل کے متعلق کیا ہے۔

(۴) پنجاب کے بعض مدعیانِ علم دیوبندی کہلا کر اس قسم کے توسل کا سرے سے انکار کرتے ہیں بلکہ اس کو شرک کہتے ہیں وہ صحیح معنی کو دیوبندی ہیں یا نہیں؟ مستفتی قاضی احسان احمد شجاع آبادی

نوٹ: آنے والا جواب ہے مولوی خیر محمد جالندھری کا ہے جو فرقہ دیوبندیہ کا ایک ستون ہے۔

الجواب: وباللہ التوفیق

توسل کی حقیقت

مجدد الملت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی چشتی حنفی قدس سرہ العزیز جائز توسل کی حقیقت کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

(الف) کسی شخص کا جو جاہ ہوتا ہے اللہ کے نزدیک اس جاہ کی قدر اس پر رحمت متوجہ ہوتی ہے۔ توسل کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اے اللہ جتنی رحمت اس پر متوجہ ہے اور جتنا قرب اس کا آپ کے نزدیک ہے اس کی برکت سے مجھ کو فلاں چیز عطا فرما۔ کیوں کہ

اس شخص سے تعلق ہے، اسی طرح اعمال صالحہ کا توسل آیا ہے، حدیث میں، اس کے بھی یہی معنی ہیں۔ کہ اس عمل کی جو قدر حق تعالیٰ کے نزدیک ہے اور ہم نے وہ عمل کیا ہے۔ اے اللہ بربرکت اس عمل کے ہم پر رحمت ہو۔ (انفاس عیسیٰ ص ۱۸)

(ب) اور حاصل توسل فی الدعاء کا یہ ہے کہ اے اللہ فلاں بندہ آپ کا مورد رحمت ہے۔ اور مورد رحمت سے محبت اور اعتقاد رکھنا بھی موجب جلبِ رحمت ہے۔ اور ہم اس سے محبت اور اعتقاد رکھتے ہیں پس ہم پر رحمت فرما۔ (نشر الطیب ص ۳۴۸)

(۲) حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ العظام اور صلحاء کرام کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا شرعاً جائز بلکہ قبولیت دعا کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے مستحسن اور افضل ہے۔ قرآن وحدیث کے اشارات وتصریحات سے اس قسم کا توسل بلا شبہ ثابت ہے۔

(الف) قرآن مجید سے توسل کا ثبوت

''ولما جاء ھم کتاب من عند اللہ مصدق لما معھم وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا'' (پ۱، سورۃ بقرہ)

اور جب پہنچی ان کے پاس کتاب اللہ کی طرف سے جو سچا بتاتی ہے اس کتاب کو جو ان کے پاس ہے اور پہلے سے فتح مانگتے تھے کافروں پر۔ یستفتحون کا مصدر ''استفتاح'' ہے اس کے ایک معنی ہیں ''مدد طلب کرنا''

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ تفسیر فتح القدیر ص ۹۵ جلد ا میں لکھتے ہیں۔ ''والاستفتاح الاستنصار''

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔ ''نزلت فی بنی قریظة والنضیر کانوا یستفتحون علی الاوس والخزرج برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل بعثه قاله ابن عباس وقتادة اھ'' (تفسیر روح المعانی ص ۳۲۰ جلدا)

یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے اہل کتاب میں بنی قریظہ اور بنی نضیر اپنے فریق قبائل اوس وخزرج پر فتح طلب کرنے میں آنحضرت ﷺ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتے تھے اور یوں کہا کرتے تھے۔

''اللھم انا نسئلک بحق نبیک الذی وعدتنا ان تبعثه فی آخر الز مان ان تنصرنا الیوم علی عدونا فینصرون اھ'' (حوالہ بالا)

یعنی اے اللہ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں اس آخر الزمان نبی ﷺ کے طفیل جس کی بعثت کا تو نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے ہمارے دشمن پر آج ہمیں مدد عطا فرما، وہ مدد دیئے جاتے۔ (یعنی ان کی دعا قبول ہوتی اور غالب آجاتے)۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی اس آیت کے فوائد میں تحریر فرماتے ہیں۔ قرآن اترنے سے پہلے جب یہودی کافروں سے مغلوب ہوتے، تو خدا سے دعا مانگتے کہ ہم کو نبی آخر الزمان (ﷺ) اور ان پر جو کتاب نازل ہوگی۔ ان کے طفیل کافروں پر غلبہ عطا فرما۔ اھ

دیکھئے جب نبی کریم ﷺ اس عالم دنیا میں تشریف فرما نہ ہوئے تھے۔ اس وقت بھی اہل کتاب آپ کے وسیلہ سے دعا کرکے فتح یاب ہوتے تھے۔ حق تعالیٰ نے اس واقعہ کو بیان کرکے قرآن مجید میں اس قسم کے توسل کی کہیں تردید نہیں فرمائی۔ پھر اس کے جواز میں کیا شبہ کی گنجائش کسی کو ہوسکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

(ب) حدیث شریف سے توسل کا ثبوت

''عن عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنه ان رجلا ضریر البصر اتی النبی ﷺ فقال ادع لی ان یعافینی (الی قوله) اللھم انی اسئلک واتوجه الیک بمحمد نبی الرحمة'' اھ قال ابو اسحق هذا حدیث صحیح (ابن ماجہ ص ۱۰۰)

ترجمہ اور فوائدہ

نشر الطیب مصنفہ حکیم الامت حضرت تھانوی سے نقل کئے جاتے ہیں۔ سنن ابن ماجہ میں باب صلوٰۃ الحاجۃ میں عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نابینا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، کہ دعاء کیجئے اللہ تعالیٰ مجھ کو عافیت دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو چاہے تو اس کو ملتوی رکھوں اور یہ زیادہ بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو دعا کردوں۔ اس نے عرض کیا کہ دعا ہی کردیجئے۔ آپ نے اس کو حکم دیا کہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے۔ اور دو رکعت پڑھے اور یہ دعاء کرے کہ اے اللہ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ بوسیلۂ محمد (ﷺ) نبی رحمت کے۔ اے محمد ﷺ میں آپ کے وسیلے سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں۔ تاکہ وہ پوری ہوجائے، اے اللہ آپ کی شفاعت میرے حق میں قبول کیجئے۔

فائدہ: اس سے توسل صراحۃً ثابت ہوا۔ اور چونکہ آپ کا اس کے لئے دعا فرمانا کہیں منقول نہیں۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ جس طرح توسل کسی کی دعاء کا جائز ہے اسی طرح دعاء میں کسی کی ذات کا بھی جائز ہے۔ اھ (نشر الطیب ص ۲۴۸)

انجاح الحاجۃ (حاشیہ ابن ماجہ) میں ہے کہ اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے کتاب الدعوات میں نقل کیا ہے۔ اور ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے۔ اور بیہقی نے تصحیح کی ہے اور اتنا زیادہ کہا ہے کہ وہ کھڑا ہوگیا اور بینا ہوگیا۔ اھ (حوالا بالا)

(۲) دوسری روایت انجاح الحاجہ میں بعد تصحیح حدیث مذکور کے کہا ہے کہ طبرانی نے کبیر میں عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سابق الذکر سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کام کو جایا کرتا۔ اور وہ اس کی طرف التفات نہ فرماتے۔ اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا۔ انہوں

نے فرمایا کہ تو وضو کر کے مسجد میں جا، اور وہی دعاء اوپر والی سکھلا کر کہا، کہ یہ دعاء پڑھ۔
چنانچہ اس نے یہی کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جو پھر گیا، تو انہوں نے بڑی تعظیم وتکریم کی اور کام پورا کر دیا۔

فائدہ: اس سے توسل ذات سے بعد الوفات بھی ثابت ہوا۔اھ

(نشر الطیب ص ۲۴۸)

(۳)''عن امیة بن خالدبن عبداللہ بن اسید عن النبی ﷺ انہ کان یستفتح بصعالیک المہاجرین رواہ فی شرح السنة''

(مشکوٰۃ ص ۴۳۹)

ترجمہ: امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ فتح کی دعا کیا کرتے تھے بتوسل فقراء مہاجرین کے، روایت کیا اس کو شرح السنۃ میں۔

فائدہ: عادتِ توسل اہل طریق میں مقبولانِ الٰہی کے توسل سے دعا کرنا بکثرت شائع ہے اور حدیث سے اس کا اثبات ہوتا ہے۔ اور شجرہ پڑھنا جو اہل سلسلہ کے یہاں معمول ہے اس کی بھی وہی حقیقت اور غرض ہے۔ (التکشف ص ۴۴۶)

(۴)''عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی ﷺ قال ابغونی فی ضعفائکم فانما ترزقون وتنصرون بضعفائکم رواہ ابو داؤد''

(مشکوٰۃ ص ۴۳۹)

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ مجھ کو (قیامت میں) میں ڈھونڈنا، کیونکہ (غرباء کی ایسی فضیلت ہے کہ) تم کو روزی اور دشمنوں پر غلبہ غرباء ہی کے طفیل سے میسر ہوتا ہے۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد نے۔اھ (التکشف ص ۴۴۶)

فائدہ: نمبر ۳ اور نمبر ۴ والی حدیثوں سے ثابت ہوا کہ مقبولانِ الٰہی کی ذوات سے

بھی توسّل جائز ہے۔

(۵)''عن مصعب بن سعدعن ابیہ انہ ظن ان لہ فضلا علی من دونہ من اصحاب النبی ﷺ فقال النبی ﷺ انما نصر اللہ ھذہ الامة بضعفائہا ودعوتہم واخلاصہم رواہ النسائی وھو عند البخاری بلفظ ھل تنصرون وترزقون الا بضعفائکم''اھ

ترجمہ: حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے خیال آیا کہ دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر مجھے فضیلت ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کی مدد فرماتے ہیں۔ اس کے کمزور بندوں اور ان کی دعاؤں واخلاص کے طفیل۔ روایت کیا اس کو نسائی نے صحیح بخاری کی روایت میں ہے۔ تم کو نصرت اور رزق دیا جاتا ہے کمزوروں کے طفیل۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی ذات اور اعمال اخلاص کے وسیلہ سے دعا مانگنا جائز ہے۔

جمہور اہلسنّت والجماعت حنفیہ شافعیہ وغیرہما کے نزدیک بزرگوں کی ذوات واعمال سے توسل کرنا جائز ہے

امام شافعی سے توسّل کا ثبوت

ابوبکر بن خطیب بن علی میمون سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا کہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلہ سے برکت حاصل کرتا ہوں۔ ہر روز ان کی قبر پر زیارت کے لئے حاضر ہوتا ہوں اور اس کے قریب اللہ تعالیٰ سے حاجت روائی کی دعا کرتا ہوں۔ اس کے بعد جلد میری مراد پوری ہو جاتی ہے۔ (تاریخ خطیب ص ۱۲۳)

علامہ سمہودی اور علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہما سے توسّل کا ثبوت

''قلت کیف لایستشفع ولایتوسل بمن له هذا المقام والجاه عند مولاه بل یجوز التوسل بسائر الصالحین کماقاله السبکی''اھ

(وفاء الوفاء ص ۴۱۹ جلد ۲)

یعنی نبی ﷺ کے عنداللہ جاہ وعلومقام پر نظر کرتے ہوئے آپ کو شفیع بنانا اور آپ کو وسیلہ بنانا تو بھلا کیسے جائز نہ ہوگا، بلکہ آپ تو آپ ہی ہیں تمام صالحین کو وسیلہ بنانا جائز ہے۔

شاہ محمد اسحٰق دہلوی سے توسل کا ثبوت

دعاء بایں طور'' کہ الٰہی بحرمتِ نبی وولی حاجت مراروا کن''۔ جائز است۔

(مأتہ مسائل ص ۲۱)

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے توسل کا ثبوت

الجواب: چونکہ اب بندہ سے سوال کیا گیا ہے تو مختصر لکھنا ضرور ہوا۔ استغاثہ (توسل) کے تین معنی ہیں۔ ایک یہ کہ حق تعالیٰ سے دعاء کرے کہ بحرمتِ فلاں میرا کام کردے یہ باتفاق جائز ہے۔ خواہ عندالقبر ہو خواہ دوسری جگہ اس میں کسی کو کلام نہیں۔ دوسرے یہ کہ صاحبِ قبر سے کہے (خدا کا نام چھوڑ کر) تم میرا کام کردو یہ شرک ہے۔ خواہ قبر کے پاس کہے خواہ دور کہے۔ اھ

(۳) تیسرے یہ کہ قبر کے پاس جاکر کہے کہ اے فلاں تم میرے واسطے دعا کرو کہ حق تعالیٰ میرا کام کردیویں۔

اس میں اختلاف علماء کا ہے مجوزین سماع موتٰی اس کے جواز کے مُقر ہیں۔ اور مانعین سماع موتٰی منع کرتے ہیں۔ سو اس کا فیصلہ کرنا اب کرنا محال ہے۔ [۱]

مگر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو خلاف نہیں۔ اسی واسطے ان کو مستثنیٰ کیا ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۳ جلد ۱)

حکیم الامت مولانا تھانوی سے توسل کا ثبوت

''والتفصیل فی المسئلة ان التوسل بالمخلوق له تفاسیر ثلثة الاول دعائه واستغاثته کدیدن المشرکین وهو حرام اجماعا. اه الثانی طلب الدعا منه (الیٰ) ولم یثبت فی المیت بدلیل فیختص هذا المعنی بالحی''اھ

والثالث دعاء الله ببرکة هذا المخلوق المقبول وهذا قدجوزه للجمهور ۔اھ (بوادر النوادر ص ۷۰۸ جلد ۲)

ترجمہ: اور اس مسئلہ میں تفصیل یہ ہے کہ توسل بالمخلوق کی تین تفسیریں ہیں۔ ایک مخلوق سے دعا کرنا اور اس سے التجا کرنا جیسا مشرکین کا طریقہ ہے، اور یہ بالاجماع حرام ہے۔ اور دوسری تفسیر یہ کہ مخلوق سے دعا کی درخواست کرنا۔ اور یہ میت میں کسی دلیل سے ثابت نہیں پس یہ صورت زندہ کے ساتھ خاص ہوگی۔ اور تیسری تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا اس مقبول مخلوق کی برکت سے۔ اور اس کو جمہور نے جائز رکھا ہے۔

اکابر علماء دیوبند کے متفقہ فتویٰ سے توسل کا ثبوت

السوال: الثالث والرابع هل للرجل ان یتوسل فی دعواته بالنبی ﷺ بعد الوفات ام لا؟ ایجوز التوسل عندکم بالسلف الصالحین من الانبیاء والصدیقین والشهداء واولیاء رب العلمین ام لا''۔

(پچھلے صفحے کا حاشیہ) [۱] دیوبندیوں کے لئے محال ہے اس لئے کہ یہ بھی اندرون خانہ وہابی ہیں ورنہ اہلسنت کے نزدیک نہ صرف ممکن بلکہ حقیقت ہے تفصیل کے لئے دیکھئے اعلٰحضرت بریلوی قدس سرہ کی کتاب ''روحوں کی دنیا''۔

جواب : عند نا وعند مشائخنا یجوز التوسل فی الدعوات بالا نبیاء والصلحین من الاولیاء والشهداء والصدیقین فی حیا تهم وبعد وفاتهم بان یقول فی دعائه اللهم انی اتوسل الیک بفلان ان تجیب دعوتی وتقضی حاجتی الی غیر ذالک کما صرح به شیخنا ومولانا محمداسحق الدهلوی ثم المهاجر المکی ثم بینه فی فتاواه شیخنا ومولانا رشید احمد گنگوهی رحمة الله علیهما وفی هذا الزمان شائعة مستفیضته باید ی الناس وهذه المسئلة مذکورة علی صفحة ۹۳ من الجلد الاول منها فلیراجع الیها من شاء ۔

(المہند علی المفند ص۱۲و۱۳)

یہ فتویٰ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدثِ سہارنپوری ثم المہاجر المدنی رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہوا ہے۔اس کی تصدیق میں اکابر علماء دیوبند کے (۲۳) دستخط ہیں۔ بعدازاں علماء مکہ معظمہ،علماء مدینہ طیبہ،علماء جامعہ ازہر مصر علماء دمشق شام کے (۴۷) تصدیقی دستخط ہیں۔الغرض جوازتوسل کا مسئلہ تمام علماء دیوبند کے نزدیک متفق علیہ ہے کسی ایک کا بھی اس میں اختلاف نہیں۔

(۴) مذکورہ بالاتحریرات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ پنجاب کے مدعیانِ علم جوتوسل [1] بالذوات یاتوسل بالاموات مطلقاًانکار کرتے ہیں بلکہ اس کوحرام یاشرک کہتے ہیں وہ ہرگز ہرگز دیوبندی المسلک نہیں۔بلکہ دیوبندی مسلک کے لئے بدنام کنندہ ہیں۔

واللہ یهدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم۔

تنبیه: علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت مولوی عبدالعزیز صاحب شجاعبادی [2]

---

[1] غلام خاں اوراسکی پارٹی۔ [2] یہ مولوی بعدکوغلام خاں کا دامن چھوڑ کر دوسرے ڈالڈے دیوبندیوں سے آملا۔اویسی غفرلہ

نے اپنے رسالہ ’’فاتحته الالطاف ‘‘ص۸۲،۸۳ میں نقل کر کے انکارتوسل کی تائید میں جونتیجہ نکالا ہے کہ

’’ہاں البتہ مردہ انسان خواہ بڑا ہو یا چھوٹا اس سے ان چار امور (توسل وغیرہ) سے کوئی ایک بھی ٹھیک نہیں ہے۔کیونکہ نبی ﷺ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سرورعالم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توسل دعا کررہے ہیں۔اھ۔اس سے معلوم ہوا کہ توسل بالدعاء آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد اصحاب کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک تصور نہ ہوسکتا تھا۔اس لئے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توسل کرلیا ہے۔‘‘(فاتحۃ الالطاف ص۸۳،۸۴)

یہ بالکل مغالطہ ہے۔حدیث کا مفہوم سمجھنے سے فہم کے افلاس کا ثمرہ ہے حدیث یہ ہے۔

’’عن انس ان عمر رضی الله تعالیٰ عنهما بن الخطاب کان اذا قحطوااستسقیٰ بالعباس بن عبد المطلب فقال اللهم انا کنا نتوسل الیک بنبینا فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا فیسقوا‘‘۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ جب قحط ہوتا تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسل سے دعائے باراں کرتے اور کہتے کہ اے اللہ ہم اپنے پیغمبر ﷺ کے ذریعے سے آپ کے حضور میں توسل کیا کرتے تھے اوراب اپنے نبی کے چچاکے ذریعے سے آپ کے حضور میں توسل کرتے ہیں۔سوہم کو بارش عنایت کیجئے سو بارش ہوجاتی تھی۔روایت کیا اس کو بخاری نے۔اھ۔

اس لئے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصود اس توسل سے اول تواس طرف اشارہ کرنا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے توسل کی دوصورتیں ہیں۔ایک یہ کہ بلاواسطہ

آپ سے توسل کیا جائے۔ دوسرے یہ کہ آپ کے قرابتِ حسیہ یا قرابتِ معنویہ سے
تعلق دار کے واسطے توسل کیا جائے۔ چنانچہ حضرت حکیم الامت تھانوی فرماتے ہیں۔
اس حدیث سے غیرِ نبی کیساتھ بھی توسل جائز نکلا جب کہ اس کو نبی سے کوئی تعلق ہو۔
قرابتِ حسیہ کا یا قرابتِ معنویہ کا۔ تو توسل بالنبی کی ایک صورت یہ بھی نکلی اور اہل فہم نے
کہا کہ اس پر متنبہ کرنے کے لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی
اللہ تعالیٰ عنہ سے توسل کیا نہ اس لئے کہ پیغمبر ﷺ سے وفات کے بعد توسل جائز نہ
تھا۔ جب کہ دوسری روایت سے اس کا جواز ثابت ہے۔ اھ (نشر الطیب ص ۲۵۰)

دوسرے یہ شبہ ہوسکتا تھا۔ کہ شاید توسل کرنا آنحضرت ﷺ کے ساتھ مخصوص
ہے۔ آپ کے سوا کسی اور شخص کے ساتھ توسل جائز نہیں۔ اس شبہ کا ازالہ کرنے کے
لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توسل کیا۔
تا کہ معلوم ہوجائے کہ دوسرے صلحاء کے ساتھ بھی توسل جائز ہے۔ چنانچہ حضرت
حکیم الامت تھانوی فرماتے ہیں۔

فائدہ: مثل حدیث بالا اس سے بھی توسل کا جواز ثابت ہے۔ اور نبی ﷺ کے
ساتھ جو جوازِ توسل ظاہر تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس قول سے یہ بتلانا تھا کہ
غیر انبیاء سے بھی توسل جائز ہے۔ تو اس سے بعض کا سمجھنا کہ احیاء واموات کا حکم
متفاوت ہے، بلا دلیل ہے۔ اوّل تو آپ ﷺ بنصِ حدیث قبر شریف میں زندہ ہیں۔
دوسرے جو علت جواز کی ہے، جب وہ مشترک ہے تو حکم کیوں مشترک نہ ہوگا۔ اھ

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مطلب ہے۔ نہ وہ جو شجاع آبادی صاحب نے
ظاہر کیا حق تعالیٰ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ادب اور محبت کی توفیق عطا فرمائے اور
فہم سلیم نصیب فرمائے۔ احقر خیر محمد عفا اللہ عنہ

مہتمم مدرسہ خیر المدارس ملتان ۱۲،۱۱، ۱۳۷۷ھ

تبصرہ اویسی غفرلہ

مذکورہ بالا تحریر میں مولوی خیر محمد جالندھری نے اپنے ہم مسلک غلام خانی کے
اپنے اکابر کے حوالے لکھے ہیں اور ایک حدیث عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ بھی غلام
عبدالعزیز شجاع آبادی کے سوال کے جواب میں۔ لیکن میرا تجربہ ہے فرقہ دیوبند کے
عوام وخواص اس نظریہ کے خلاف ہیں کیونکہ ان کے قلوب کی چھاپ ہے اسی لئے یہ
بھی وہابیوں نجدیوں کی طرح وسیلہ کے اعتقاد کو عملاً کو شرک سمجھتے ہیں تجربہ کر لیجئے۔ اگر
ہے تو اس کا برملا اعلان کریں تا کہ دیوبندی بریلوی جھگڑا ختم ہو اور نہ صرف مولوی خیر
محمد جالندھری کے اکابر دیوبند وسیلہ بلا شخاص کے قائل ہیں بلکہ خیر القران سے لیکر تا
حال ان کا یہی عقیدہ ہے سوائے ابن تیمیہ اور اس کے چیلے محمد بن عبدلوہاب اور ریال
کے عشاق کے فقیر اس پر لکھتا ہے تا کہ قارئین یقین کریں کہ یہ مسئلہ قرآن واحادیث
سے ثابت شدہ اور ائمہ اسلام اور علمائے کرام کا متفقہ ہے لیکن چونکہ بعض دیوبندی
بلا کے ضدی ہیں انکی ضد توڑنے کے لئے مولوی خیر محمد جالندھری کی تحریر کے علاوہ
دیوبند مدرسہ کے دوران رسالہ دفع التامل مصنفہ مولانا مشتاق احمد صاحب پر تصدیق
کنندگان کی تصادیق اور اسماء عرض کردوں۔

تقاریظ وتصدیقات فضلاء وعلماء دیوبند

تقریظ

مولانا مولوی کرامت اللہ خاں صاحب حنفی چشتی دہلوی

اگرچہ احقر نے اس رسالہ شریفہ کو بنظر سرسری دیکھا۔ مگر بیساختہ زبان سے نکلا
للہ در المصنف اللمحقق والفاضل المدقق جزاء عنا وعن سائر المسلمین
اللہ تعالےٰ مصنف رسالہ ہذا کے علم وعمل میں برکت دے اور آخرت میں اجر عظیم اور

ثواب جزیل عطا فرمادے بوسیلہ سید المرسلین وطفیل محبوب رب العالمین ﷺ اور الٰہی اس وسیلہ اور ذریعہ سے ہماری بھی مرادیں دین ودنیا کی برلا۔اور مقصد اعلیٰ کو پہنچا۔واقعی مصنف سلمہم اللہ کی تحقیق اور جواب الجواب لائق تحسین اور قابل آفرین ہے اہل بصیرت پر بخوبی ہویدااور روشن ہے۔عیاں راچہ بیاں مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید۔جس کے دل میں قدرے بھی چاشنی عشق محمدی اور ذوق احمدی ہوگی بے اختیار کہہ اُٹھے گا قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا o اور بے ذوق اور بے بصیرت کا علاج نہیں۔اب دل چاہتا ہے کہ مولانا روم علیہ الرحمۃ کے قول پر ختم کردوں بندہ کو تو یہ قول چسپاں نظر آتا ہے۔

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

''وصلی اللہ علی سیدنا محمد ھوو سیلتنا فی الدارین حیاً ومیتاً وعلیٰ الہ وصحبہ وبارک وسلم حررہ کمترین خلائق محمد کرامت اللہ عفاء اللہ عنہ''

تحریرات فضلائے دہلی

وسیلہ پکڑنا جناب رسالت مآب ﷺ کے ساتھ تمام اہلسنّت وجماعت کے نزدیک جائز اور مستحب ہے اور کوئی دلیل اس کے منع پر شرع مقدس میں قائم نہیں ہے۔ سلف وخلف اہل حق میں سے کوئی اس کا مخالف نہیں ہوا۔البتہ ابن تیمیہ نے اس میں خلاف کیا ہے اور ان کے اتباع سے اور دوچار اہل حق کے مخالف ہو بیٹھے لیکن تمام اہل حق نے ابن تیمیہ کا اس مسئلہ میں تخطبہ کیا ہے اور توسل کے جواز پر اہل حق کا اتفاق ثابت کیا ہے۔علامہ سید محمد امین المعروف یابن عابد ردالمختار میں فرماتے ہیں۔

''ذکر العلامۃ المناوی فی حدیث اللھم انی اسألک واتوجہ لیک بنبیک نبی الرحمۃ ان الغر بن عبدالسلام انہ ینبغی کو نہ

مقصوراً علی النبی علیہ الصلوۃ والسلام وان لایقسم علی اللہ بغیرہ وان اکون من خصائصہ قال وقال السبکی بحسن التوسل بالنبی الیٰ ربہ ولم ینکرہ احدمن السلف ولا الخلف الاابن تیمیہ ویبدع مالم یقلہ عالم قبلہ اھ'' اور فتاوی عالمگیریہ میں ہے۔

ویبلغہ سلام من اوصاہ فیقول السلام علیک یا رسول اللہ من فلان بن فلان یستشفع بک الیٰ ربک الخ لہٰذا مذہب حق یہ ہے کہ توسل آنحضرت ﷺ کے ساتھ بعد وفات جائز ہے۔اور تفصیل کے لئے مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب کی یہ تحریر دفع التامل اور التوسل کافی وافی ہے۔

واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم بندہ محمد کفایت اللہ عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

(مہر) محمد کفائیت اللہ

الجواب صحیح بلاریب
بندہ محمد قاسم عفی عنہ
مدرس مدرسہ امینیہ
مہر ضیاء الحق

مآ احسن الجواب
بندہ محمد امین عفی عنہ
مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

مہر محمد امین
لاشک فیہ محمد امین است
ضیاء الحق جہاں روشن بود

حق تعالےٰ شانہٗ سے حاجت طلب کرنا۔اور رسول کریم ﷺ کو ذریعہ اور وسیلہ بنانا جائز بلکہ مستحسن اور ارجی اللاجابۃ ہے۔چنانچہ روایات حدیث وفقہ سے یہ امر ثابت ہے۔واللہ علم فقط

بندہ محمود دیوبندی

صدر مدرس مدرسہ دیوبند

الجواب الصحیح
محمد وصیت علی مدرس مدرسہ

مہر
محمد وصیت علی
۱۳۱۳

الجواب الصحیح
محمد شفیع الدیوبندی عفی عنہ

مولوی عبدالرب صاحب مرحوم دہلی   مدرس مدرسہ المولوی عبدالرب

کیا نبی ﷺ ذریعہ دعائے جناب باری سے نہ ہو۔ عجیب بات ہے۔ اس قدر جرأت اور دلیری مسلمانوں کو نہ چاہئے۔ خصوصاً جو انبیاء کو زندہ تسلیم کرے۔ پھر بھی کہے کہ انبیاء سے توسل واسطے اجابت دعا نہ چاہئے بہت ہی بعید ہے۔ فقط

محمد منفعت عفی عنہ صدر مدرس مدرسہ فتح پوری دہلی

مولانا مشتاق احمد مدرس دیوبند رسالہ دفع التامل کے اختتام پر اور ان تصدیقات سے پہلے بطور فیصلہ لکھتے ہیں کہ غرض حضرات محدثین کا مشرب بھی یہی ہے کہ قبور صالحین اولیاء کاملین کی زیارت اچھا جانتے ہاں علامہ ابن تیمیہ اور انکے مقلد جاداس سے جدا ہیں (دفع التامل ص ۶۳) مطبوعہ لاہور۔

نوٹ: یہ رسالہ "دفع التامل" دیوبند سے صرف اور صرف غیر مقلدین کے اس غلط عقیدہ کے رد میں لکھا گیا کہ وسیلہ بالعمل تو جائز ہے لیکن وسیلہ بالاشخاص حرام ہے فقیر نے مولوی خیر محمد جالندھری کے علاوہ دفع التامل فضلائے دیوبند کی تصریحات جمع کر دی ہیں آخر میں فرقہ دیوبندیہ کے معتمد علیہ پیشوا کی تصریح عرض کرتا ہے تا کہ دیوبندیت کا دم بھرنے والے انکار نہ کرسکیں مولوی حسین احمد دیوبندی نے لکھا کہ آپ ﷺ کی حیات نہ صرف روحانی ہے جو کہ عام مومنین وشہداء کو حاصل ہے بلکہ جسمانی بھی ہے اور از قبیلِ حیات دُنیوی بلکہ بہت سے وجوہ سے اس سے قوی تر ہے۔ آپ ﷺ سے توسل نہ صرف وجود ظاہری کے زمانہ میں کیا جاتا تھا بلکہ برزخی وجود میں بھی کیا جانا چاہئے۔ محبوب حقیقی تک رسائی اور اس کی رضا صرف آپ ہی کے ذریعہ اور وسیلہ سے حاصل ہوسکتی ہے اس وجہ سے میرے نزدیک یہی ہے کہ حج سے پہلے مدینہ منورہ جانا چاہیے۔ اور آپ ﷺ کے توسل سے نعمت قبولیت حج وعمرہ کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے خواہ مسجد (نبوی) کی نیت کرلی جائے یا نہ مگر اولی یہی ہے

کہ صرف جناب رسول اللہ ﷺ کی زیارت (ہی) نیت کی جائے تا کہ! **لاتعملہ الا زیارتی** (الحدیث) والی روایت پر عمل ہوجائے (مکتوبات مدنی جلد اص ۱۲۵)

خلاصۃ البحث

دیوبندی فرقہ کے سربراہوں کا اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کہ انبیاؑ واولیاء کو وسیلہ بنایا جائے وہ زندہ ہوں یا صاحبان مزارات۔ اسی لئے فقیر دیوبندیوں سے اپیل کرتا ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف کر کے عوام میں انتشار نہ پھیلائیں تا کہ ملک وملت میں امن وسلامتی قائم رہے۔

نوٹ: فقیر اس موضوع کو مزید دلائل قرآن واحادیث مبارکہ اور اقوال وعلماء ومشائخ سے مؤید کرتا ہے تا کہ اس مسئلہ میں ہمیشہ کے لئے نزاع ختم ہو۔

اضافہ اویسی

لغوی معنی

وسیلہ کا معنیٰ امام راغب اور دیگر ائمہ لغت نے لکھا ہے۔ ذریعہ (سبب) ماہر لغت ابن منظور لفظ وسیلہ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "**الوسیلۃ فی الاصل مایتوصل بہ الی الشیئی ویتقرب بہ الیہ**" (لسان العرب) جس چیز کے ذریعے کسی چیز تک پہنچا جائے اور اُس کا قرب حاصل ہو اُس کو وسیلہ کہتے ہیں۔ اور تفسیر کشاف میں ہے۔ "**والوسیلۃ کل مایتقرب بہ الی الشیئی**"

وسیلہ ہر وہ چیز ہے جس کے ذریعے کسی چیز کا قرب حاصل کیا جائے۔

اصطلاحی معنیٰ

وسیلہ پکڑا جارہا ہے اُس کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ اس کا جو کچھ کمال ہے وہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔ اور اس کا ہر کام رضائے الٰہی اور اذن الٰہی کے تابع ہے فی الحقیقت

متصرف بالذات خدا ہے،انبیاءوسائل اور ذرائع ہیں۔ وہ زندہ ہوں یا صاحبِ وصال ان کے ساتھ توسل غائبانہ ہو یا حاضر لفظ وسیلہ صراحۃً ہو یا کنایۃً۔ حقیقۃً ہو یا مجازاً جن کو وسیلہ بنایا جائے ان کو الفاظ وسیلہ سے حقیقۃً یاد کیا جائے یا مجازاً ہر طرح جائز اس کا دارومدار نیت وقصد پر ہے جب کہ وسیلہ کو معبود نہیں سمجھتا بلکہ وسیلہ ہی سمجھتا ہے۔

قرآن مجید سے ثبوت

آیۃً وسیلہ: 1

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون ۰ (قرآن)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور رب کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

فائدہ: اس آیت کریمہ سے معلوم ہو کہ اعمال کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں کا وسیلہ ڈھونڈنا ضروری ہے کیونکہ اعمال تو ''اتقوا اللہ'' میں آ گئے اور اس کے بعد وسیلہ کا حکم فرمایا تو معلوم ہوا کہ یہ وسیلہ اعمال کے علاوہ کوئی اور چیز ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی ہے کہ اس آیت میں وسیلہ سے مراد بیعتِ مرشد ہے۔ (القول الجمیل)

منکرین وسیلہ کے امام مولوی اسماعیل دہلوی نے بھی وسیلہ سے مُراد مرشد وغیرہ لیا ہے چنانچہ لکھا کہ سالکانِ راہِ حقیقت نے اس آیت میں وسیلہ سے مراد وسیلہ مرشد کیا ہے پس حقیقی کامیابی وکامرانی حاصل کرنے کے لیے مجاہدہ اور ریاضت سے پہلے تلاشِ مرشد از بس ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ نے سالکانِ راہ حقیقت کے لیے یہی قاعدہ مقرر فرمایا ہے اس لیے مرشد کی رہنمائی کے بغیر اس کا ملنا شاذ و نادر ہے۔

(صراط مستقیم ص ۹۴)

فائدہ: انبیاء واولیاء کے وسیلہ کے منکرین بھی اعمالِ صالحہ کو تو معرفتِ خداوندی کا وسیلہ قرار دیتے ہیں لیکن ان کو اپنی بدعقیدگی اور بغض باطنی اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرنے دیتے کہ انبیاء واولیاء کا وجود بھی وسیلہ ہے کیونکہ جب وہ اعمال جن کی مقبولیت کے بارے میں شک ہوتا ہے۔ وہ وسیلہ بن سکتے ہیں تو وہ نفوس قدسیہ کہ جن کی مقبولیت کے بارے میں کوئی شک وشبہ نہیں وہ وسیلہ کیوں نہیں بن سکتے۔

لطیفہ: منکرین وسیلہ بالاشخاص کی عبارت مضحکہ خیز ہے اس لئے اعمال عوارض ہیں اور اشخاص جواہر اور سب کو معلوم ہے کہ عوارض کا وجود جواہر کا محتاج ہے۔

مثلاً رنگ بہمہ اقسام عوارض سے ہے انکا ظہور ہوگا جب کسی جوہر کا دامن پکڑینگے دیکھئے کھانا۔ پینا عوارض سے ہیں جب تک کھانے پینے والا نہ ہوگا انکا ظہور کیسے ہو سکے گا یونہی جملہ عوارض عمل کرنے والے کے محتاج ہیں عامل نہ ہوگا تو عمل کیسے معلوم ہوگا منکرین کی غباوت دیکھئے کہ وہ محتاج اشیاء کو وسیلہ مانتے ہیں لیکن جن کے صدقے یہ اعمال عالم وجود میں آئے انکا انہیں انکار کتنا احسان فراموش ہیں یہ لوگ۔ علاوہ ازیں اعمال بھی وہی وسیلہ بن سکیں گے جو اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں سے صادر ہونگے مثلاً ابوجہل حج بھی پڑھتا تھا اسی طرح دوسرے مشرکین بھی بلکہ اس سے بڑھ کر پیاسوں کو پلانے میں مشہور تھے منافقین کے اعمال صالحہ تو دوسرے صحابہ کرام سے کچھ کم نہیں تھے اب بھی وہ اعمال اللہ تعالیٰ کے ہاں نامقبول ہوں وہ بھی وسیلہ بن سکیں گے، ثابت ہوا وہ اعمال وسیلہ ہیں جو محبوبانِ خدا کے اعمال ہیں اگر محبوبانِ خدا کے اعمال وسیلہ ہیں تو محبوبانِ خدا بطریقہ اولیٰ وسیلہ ہیں۔

آیت نمبر: 2

سرکار دو عالم سے طلب دعا کرنے اور جناب رسولِ اکرم ﷺ کی دعا کے قضائے حاجات کے متعلق ارشادِ خداوندی ہے۔

''ولو انھم اذظلموا انفسھم جاء وک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیمًا o''

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے پاس حاضر ہوں پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول ﷺ ان کی شفاعت فرمائے، تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم کرنے والا پائیں گے۔

فائدہ: ایسی آیات اور احادیث بکثرت موجود ہیں جن سے جناب رسول اکرم ﷺ کی دعا وشفاعت حصول مغفرت رفع درجات اور قضاءِ حاجات وغیرہ کے لیے کامیاب وسیلہ ثابت ہوتا ہے بلکہ اس پر عقیدہ رکھنا ایمانیات اور اس پر عمل کرنا اسلامیات میں سے ہے۔

قاعدہ: (ولو انھم اذظلموا) میں کی کوئی قید نہیں اور لفظ ''اذ'' ظرف ہے اور عام ہے۔ یعنی قبل از وفات اور بعد از وفات کی کوئی قید نہیں۔ علماء اور فقہا نے اس کو عام مانا ہے جو ما قبل از وصال اور بعد از وصال دونوں کو شامل ہے۔ نیز قاعدہ اصولیہ والمطلق یجری علیٰ اطلاقہ بھی اس کا مقتضی ہے اور تقید بغیر حجت کے صحیح نہیں۔ اسی لئے حضور نبی پاک ﷺ ہمارے وسیلہ ہیں کوئی قریب ہو یا بعید عالم دنیا ہو یا قبر وحشر وغیرہ وغیرہ جو آپ کے وسیلہ کے منکر ہیں وہ آج بھی محروم ہیں اور آخرت میں بھی محروم ہونگے ان شاءاللہ۔

احادیث مبارکہ

وسیلہ بالاشخاص کے متعلق حضور سرور عالم ﷺ کے ارشادات گرامی بے شمار ہیں نہ صرف قولی ارشادات صراحۃً ہیں بلکہ فعلی تصریحات ہیں جن پر الحمد للہ آج ہم اہلسنّت کاربند ہیں اور اسلاف صالحین سے ہمیں وراثت میں نصیب ہیں خیر القرون میں منافقین اور اس کے بعد خوارج ومعتزلہ ودیگر مذاہب تھے اور آج بھی انکی وہی

ٹولیاں انکار کر رہی ہیں جو ان بد مذاہب سے رشتہ رکھتے ہیں۔ چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

(۱) عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

''ان رجلا ضریر البصر اتی النبی ﷺ فقال ادع اللہ ان یعافینی قال ان شئت دعوت وان شئت صبرت فھو خیر لک قال فادعہٗ قال فامرہٗ ان یتوضاء فیحسن وضوءہٗ ویصلی رکعتین ویدعوا بھٰذا الدعاء اللھم انی اساءلک اتوجہ الیک بنبیک محمد ﷺ نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الیٰ ربی فی حاجتی ھذا فیقضیھا اللھم شفعہ فی ففعل الرجل فقام وقد ابصر'' (ابن ماجہ ترمذی شریف، خصائص کبریٰ)

کہ ایک نابینا شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے آنکھ والا کر دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تو چاہے تو صبر کر وہ تیرے لیے (زیادہ) بہتر ہے۔ عرض کیا کہ دُعا فرمادیں۔ حضور ﷺ نے اُسے حکم دیا کہ اچھا وضو کرو، دو رکعت نماز پڑھو اور یہ دُعا کرو اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف حضرت محمد ﷺ کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں۔ جو نبی رحمت ہیں۔ یا رسول اللہ میں آپ کے وسیلہ سے اپنے ربّ کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں تو اُسے پوری فرمادے۔ اے اللہ میرے بارے میں حضور ﷺ کی شفاعت قبول فرما۔ تو وہ شخص جب آپ کے فرمان کے مطابق عمل کر کے کھڑا ہوا تو بصارت والا ہوگیا۔

فائدہ: اس حدیث شریف میں حضور سرور عالم ﷺ نے اپنی ذات اقدس کا وسیلہ خود سکھایا ہے پھر طرفہ یہ کہ اس میں اپنی ذات اقدس کو نداء کر کے مقصد پیش کرنا بھی سکھایا جو آج ندائے یارسول اللہ ﷺ ایسے سخت لگتا ہے جیسے شیطان کو لاحول۔

پھر نابینا صحابی خوش قسمت کی مراد بھی فوراً پوری ہوگئی کہ وسیلہ سے پہلے نابینا تھا۔ وسیلہ کی دعاء کے بعد بینا ہوگیا اور دائمی بینا رہا۔ اور الحمد للہ آج بھی یہ دعا ہر مشکل کے لئے تیر بہدف ہے جسے بیشمار اہل اسلام نے آزمایا اور آج بھی آزمارہے ہیں لیکن عقیدت کی پختگی اور قسمت کی یاوری شرط ہے۔ اس کی تفصیل فقیر نے اپنی تصنیف ''ندائے یارسول اللہ ﷺ'' میں عرض کردی ہے۔

(۲) حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

''ان رجلا کان یختلف الیٰ عثمان بن عفان فی حاجۃ وکان عثمان لا یلتفت الیه '' (اس کی عربی عبارت کو چھوڑ کر صرف ترجمہ پر اکتفاء کیا جارہا ہے)

ترجمہ: ایک شخص حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کسی ضرورت کے لیے جاتا تھا مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کی طرف التفات نہیں فرماتے تھے اور نہ اس کی ضرورت کے سلسلے میں توجہ کرتے تھے تو اس نے حضرت عثمان بن حنیف سے ملاقات کر کے اس بات کی شکایت کی انہوں نے اُس سے فرمایا کہ وضوگاہ میں جاکر وضو کرو اور مسجد میں آکر دو رکعت نماز پڑھو پھر دُعا کرو (بایں الفاظ) اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں تیرے نبی محمد ﷺ کے وسیلے سے متوجہ ہوں جو نبیِ رحمت ہیں۔ یارسول اللہ! میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ وہ میری حاجت پوری فرمائے۔ (اور یہ دُعا کرتے ہوئے) اپنی حاجت کا ذکر کرو۔ پھر شام کو میرے پاس آؤ تاکہ میں تمھارے ساتھ (حضرت عثمان کی خدمت میں) چلوں تو وہ شخص چلا گیا اور اُن کے فرمانے کے مطابق کیا۔ پھر حضرت عثمان کے دروازہ پر آیا تو دربان آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر امیر المومنین کے پاس لے گیا تو انھوں نے اُسے اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا اور فرمایا کہ میں تمھاری حاجت پُوری کروں گا۔ پھر

وہ شخص امیر المومنین کے یہاں سے جاکر عثمان بن حنیف سے ملا اور کہا اللہ آپ کو جزائے خیر دے امیر المومنین میری ضروریات کے بارے میں توجہ نہیں فرماتے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ نے میرے بارے میں ان سے گفتگو کی۔ عثمان بن حنیف نے کہا میں نے اُن سے گفتگو نہیں کی ہے۔ بات یہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک نابینا شخص نے آکر اندھے پن کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم صبر کرسکتے ہو، عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے کوئی بتانے والا نہیں ہے اور یہ میرے لیے تکلیف دہ ہے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا وضوگاہ میں جاکر وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھو پھر دُعا کرو اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں تیرے نبی محمد ﷺ کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں جو نبیِ رحمت ہیں۔ یارسول اللہ میں آپ کے وسیلہ سے اپنے ربّ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ وہ میرے اندھے پن کو دُور کردے۔ اے اللہ تو حضور ﷺ کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما اور میری شفاعت میرے بارے میں۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم ابھی ہم وہاں سے گئے نہیں تھے کہ وہ شخص آیا گویا کہ وہ اندھا ہی نہیں تھا۔

(خصائص کبریٰ جلد۲ ص۲۰۲)

فائدہ: مذکورہ حدیث میں ایک ضرورت مند اور نادار شخص کا ذکر ہے جو روزانہ دربارِ عثمانی میں جاتا مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصروفیات کے باعث توجہ نہ دیتے۔ اور بے مائیگی کیوجہ سے اسے فوری امداد کی ضرورت تھی تو حضرت عثمان بن حنیف نے اسے وہی وظیفہ بتایا جو رسول اللہ ﷺ نے اپنی بارگاہ میں حصولِ فیض کی نیت سے آنیوالے نابینا شخص کو بتایا تھا۔

فائدہ: مذکورہ واقعہ ملخصاً علامہ وحید الزمان کی کتاب ھدیۃ المھدی کے صفحہ ۴۸ پر

بھی موجود ہے۔کوئی غیر مقلد ہمارا حوالہ نہ مانے تو اپنے پیشوا اور امام وحیدالزمان کی تو مانے لیکن میرا یقین ہے کہ یہ کسی کی بھی نہیں مانیگا کیونکہ اسے ابن تیمیہ ومحمد بن عبدالوہاب نجدی نے پٹی پڑھائی ہے کہ کسی کی نہ مانو خواہ ہزاروں صحیح حدیثیں بھی سنا دیں تجربہ کرلو۔

فائدہ : اس حدیث شریف میں وسیلہ بالاشخاص اور مذکورہ بالافوائد کے علاوہ ان لوگوں کا رد ہے جو مذکورہ بالا حدیث کا جواب دیتے ہیں کہ مذکورہ بالا وسیلہ اور دعاء مشتمل برندائے یارسول اللہ ﷺ صرف حضور ﷺ کی زندگی میں جائز تھا اور بس اور یہ لوگ وہی ہیں جو اوپر مذکور ہوئے یہ لوگ اہل اموات کے وسیلہ کو بڑا شرک کہتے ہیں۔

آخری فیصلہ

کوئی مانے نہ مانے اہلسنت کی خوش قسمتی ہے کہ ان کے دلائل قرآن اور احادیث مبارکہ میں موجود ہیں۔

(۳) حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ میں مجاہدین نے کافروں کے چھکے چھڑا دیئے جب ملک شام کے اکثر اور قابلِ ذکر علاقے نصاریٰ کے ہاتھ سے نکل گئے اور مسلمانوں نے وہاں فتح ونصرت کے جھنڈے گاڑ دیئے تو بادشاہِ روم ہرقل کو بڑی تشویش وپریشانی لاحق ہوئی اُس نے آخری بار ایک کاری ضرب لگانے کے لیے اپنی پوری قوت مجتمع کرنے کا ارادہ کرلیا اور کم وبیش پانچ لاکھ فوج جمع کرنے میں کامیاب ہوگیا ان میں ساٹھ ہزار وہ عرب باشندے بھی تھے جنہوں نے اپنا آبائی دین ترک کرکے نصرانیت اختیار کرلی تھی اب نصاریٰ ہی کی طرح مُشرک تھے انہوں نے میدانِ یرموک میں پڑاوَ ڈال دیا۔لاکھوں کی تعداد کے مقابلے میں مسلمان صرف تیس ہزار تھے بظاہر کوئی مقابہ ہی نہ تھا اس لیے نصاریٰ اور ان کے ہم عقیدہ عربوں

کے حوصلے بڑھے ہوئے تھے مگر مجاہدین اپنی جگہ بالکل مطمئن تھے انہیں اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت پر پورا بھروسہ تھا۔جس کا اظہار انہوں نے امیرِ لشکر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کیا،تاریخ انسانی اُن کی اس بے مثال جرأت کو ہمیشہ حیرت کی نگاہ سے دیکھتی رہے گی اور ایک نادرِ روزگار واقعہ کی حیثیت سے اپنے سینے میں محفوظ رکھے گی۔ہوا یوں کہ جناب خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر لشکر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور کہا کہ مشرک اپنی کثرت پر نازاں ہیں اور اس گھمنڈ میں مبتلا ہیں کہ وہ ناقابلِ تسخیر ہیں۔میں ان کا یہ گھمنڈ مٹی میں ملانا اور بے جا غرور توڑنا چاہتا ہوں اور عملی طور پر یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ تعداد کی کثرت کوئی معنی نہیں رکھتی۔ہم تعداد میں اگرچہ کم ہیں،مگر ان کی کثرت پر بھاری ہیں۔صورت یہ سوچی ہے کہ صرف تیس جاں باز مجاہد لے کر ساٹھ ہزار عیسائی عربوں کے مقابلے میں نکلوں اور اُن سے پنجہ آزمائی کروں اس طرح ایک غازی کے حصہ میں دو ہزار کافر آئیں گے مگر مجھے تائیدِ الٰہی پر بھروسہ ہے کہ ہم تیس آدمی ہزار عیسائی عربوں کو بھگانے اور تہہ تیغ کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے ان شاء اللہ،اگر ہم نے یہ معرکہ سر کرلیا تو جو مقامی نصاریٰ ہیں اُن کے حوصلے پست ہوجائیں گے۔حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حیرت سے حضرتِ خالد کو دیکھا مگر جب دیکھا کہ وہ سنجیدہ ہیں تو اس عجوبہ روزگار کارروائی پر باقاعدہ عمل کی اجازت دینے کے لیے تیار ہوگئے۔مگر تیس کی بجائے ساٹھ مجاہدین میدان میں لے جانے کا حکم دیا۔

فتح اسلام

پھر دُنیا نے دیکھا کہ صرف ساٹھ مجاہدین نے ساٹھ ہزار کافروں کا بڑی پامردی جرأت اور بے جگری کے ساتھ شام تک مقابلہ کیا اور دشمن کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا آخر کار وہ تاب نہ لاکر پسپا ہوا اور پانچ ہزار آدمی کٹوا کر پیچھے ہٹ گیا۔

نتیجہ

صرف دس مسلمان شہید ہوئے پچیس دُشمن کے تعاقب میں نکل گئے اور پانچ قیدی ہوئے جو بعد میں چھڑا لیے ۔ یہ واقعہ مسلمانوں کی قوتِ ایمانی، تائید رب پر بھر وسہ، اسلام کے لیے جانفروشی اور دین کے لیے جان دینے کی زبردست مثال ہے۔

نبی ﷺ وولی کا وسیلہ کام آ گیا

صورتِ حال کی سنگینی کے پیش نظر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ کی تفصیلات ایک خط میں لکھیں اور عبد اللہ بن قرط کو حکم دیا کہ یہ خط لے کر بارگاہِ فاروقی میں مدینہ طیبہ جائیں ۔ اور آئندہ کے لیے ہدایات اور جواب لے کر آئیں ۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آٹھ روز بعد مدینہ منورہ پہنچے خود فرماتے ہیں۔

میں نے اپنی اُونٹنی باب جبریل پر بٹھائی۔ ''اتیت الروضة وسلمت علیٰ رسول الله ﷺ ''میں روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے دربار میں سلام پیش کیا۔ اور فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا'' وقبلت یدیه وسلمت علیه '' اور اُن کے ہاتھ چومے [1] اور سلام کہا اور پھر امیر لشکر حضرت ابو عبیدہ کا خط دیا۔

جنگ کی تفصیلات زبانی بھی سنائیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے انھوں نے تفصیلات سُن کر کہا دشمن کی عددی برتری اور کثرت سے تمہیں خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ۔ وہی معرکہ ہے جس کی تفصیلات حضور ﷺ نے ہمیں پہلے ہی بتائی ہوئی ہیں ۔ اس کا انجام مسلمانوں کے حق میں ہوگا ۔ اس لیے

---

[1] بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومنا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ تھا۔ اس کی تفصیل فقیر کے رسالہ ''صحابہ کرام اور ہاتھ پاؤں چومنا'' پڑھئے۔ اویسی غفرلہ

میدانِ جنگ میں جا کر مجاہدین کو تسلی دو اور خوشخبری سنا دو کہ فتح ونصرت ان کے قدم چومے گی۔ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب لکھ دیا اور جنگی ہدایات جاری فرما دیں ۔ حضرت عبداللہ وہ خط لے کر میدانِ جنگ کی طرف روانہ ہونے کے لیے باہر نکلے اور الوداعی سلام پیش کرنے کے لیے روضئہ اقدس پر حاضر ہوئے۔

اس وقت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرۂ مبارکہ میں اہلِ بیت نبوت کے دیگر گلہائے سرسبد حضرت امام حسن، حضرت امام حسین، حضرت ابن عباس اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی موجود تھے اور تلاوتِ کلامِ پاک فرما رہے تھے، حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے دربارِ رسالت میں سلام پیش کیا چونکہ اس وقت وہاں مطلع انوار پر چاند، سورج اور ستارے بیک وقت طلوع تھے اس لیے ان کے فیوض سے محروم رہنا گوارا نہ کیا اور عرض کیا آپ میرے لیے اور میدانِ جنگ میں موجود مجاہدین کے لیے دُعا کریں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے عبد اللہ تمہیں چاہئے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دعا کراتے کیا تمہیں علم نہیں کہ اُن کی دعا فوراً قبول ہو جاتی ہے ان کی شان یہ ہے کہ بقول نبی پاک ﷺ اگر سلسلہ نبوّت جاری ہوتا تو عمر نبی ہوتے اس کے علاوہ کتنی ہی آیات اُن کی رائے اور تائید وموافقت میں نازل ہوئی ہیں ۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا میں نے اُن سے دُعا کر والی ہے اور اب آپ سے بھی دُعا کروانا چاہتا ہوں خصوصاً جبکہ آپ حضرات روضئہ اطہر کے قریب تشریف فرما ہیں ۔ اس موقع پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو دُعا کی وہ توسّل کا بہتریں ثبوت ہے اور اہلِ بیتِ نبوت کے عقیدے کی بہترین مثال ہے۔

آپ نے دعاء کی:

''اللھم انا نتوسل بھذاالنبی المصطفیٰ والرسول المجتبیٰ الذی توسل بہ ادم فاجبت دعوتہ وغفرت خطیئتہ الا سھلت علی عبد اللہ طریقۂ وطویت لہ البعید وایدت اصحاب نبیک بالنصرانک سمیع الدعاء'' (فتوح الشام)

''اے اللہ ہم تیرے دربار میں تیرے برگزیدہ نبی اور منتخب رسول ﷺ کا وسیلہ پیش کرتے ہیں، آدم علیہ السلام نے جن کا وسیلہ پیش کیا تو تو نے ان کی دعا قبول کی اور لغزش معاف فرمادی یا خدا عبداللہ کا سفر آسان اور طویل راہ مختصر کردے اور اپنے نبی پاک ﷺ کے اصحاب کی مدد فرما، بے شک تو دعائیں سننے والا ہے۔''

فائدہ: اس روایت سے ثابت ہوا کہ توسل کا طریقہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں تو تھا ہی لیکن اس روایت میں بڑی بات یہ ہے کہ وسیلہ کی برکت سے کیسی زبردست کامیابی وکامرانی ہوئی۔

اجماع صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

شخصی وسیلہ پر صحابہ کرام کا اجماع ہے کہ جب ان کو بارش کی ضرورت ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مجمع میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وسیلہ بنایا چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔

''حدثناالحسن بن محمد قال حد ثنا محمدبن عبد اللہ الانصاری قال حدثنی ابی عبداللہ بن المثنی عن ثمامۃ بن عبد اللہ بن انس عن انس ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان ازقحطواستسقیٰ با العباس بن عبدالمطلب فقال اللھم اناکنا نتوسّل الیک نبینا ﷺ فتستقیناوانا نتوسل الیک لجتم نبینا فاسقنا قال فسقون بہ''

جب قحط ہوتی تو حضرت عمر کہتے اے اللہ ہم نبی پاک کو وسیلہ بناتے تو بارش ہوجاتی۔

فائدہ: اس حدیث سے حضور رسول اکرم ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابہ کے مجمع میں وسیلہ بنایا ہے دوسری بات یہ ہے کہ اس میں امیر المومنین عمر سے بارگاہ الٰہی میں قرابتِ نبوی ﷺ کو جتلایا ہے۔ جو درحقیقت حضرت نبی اکرم ﷺ ہی سے وسیلہ پکڑا ہے۔ وہابی کہتے ہیں کہ بعد وفات وسیلہ جائز نہیں کیونکہ اگر ذاتِ عباس سے توسل حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقصود نہ ہوتا تو پیغمبر کی ذات مقدس کو چھوڑ کر کیوں ان کی طرف رجوع کرتے۔ یہ انکی غلط فہمی ہے۔ شارحین بخاری وہی کہتے ہیں جو ہمارا موقف ہے۔ چنانچہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے۔

خود حضرت عباس اللہ پاک کی جناب میں عرض کرتے ہیں کہ مجھے قوم نے تیرے سامنے اس وجہ سے پیش کیا ہے کہ تیرے نبی سے میرا تعلق ہے یا تیرے نبی کے نزدیک میری عزت ہے اس معنی پر حضرت عباس کا وسیلہ پکڑنا فی الواقع حضور اکرم ﷺ ہی سے وسیلہ پکڑنا ہے۔ عمدۃ القاری میں ہے:

وفی حدیث ابی صالح فلماصعدعمرومعہ العباس المنبر قال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللھم انا تو جھنا الیک بعم نبیک رضوابیہ واسقناالغیث ولا تجعلنا من القانطین ثم قال قل یا ابا الفضل فقال العباس اللھم ینزل بلاء الابذنب ولم یکشف الا بتوتہ وقدتوجہ بی القوم الیک لمکانی من نبیک وھذہ ایدینا الیک بالذنوب ونواصیابالتوبۃ فاسقنا الغیث قال فارخت السماء شابیب مثل الجمال حتی اخصت الارض وعاش الناس انتھیٰ.

(عمدۃ القاری صفحہ ۴۲۷)

(۲) امام ابن حجر عسقلانی کی فتح الباری شرح بخاری میں اسی طرح کا ملتا جلتا مضمون موجود ہے۔

صدیق اکبر کا عمل

عمدۃ القاری میں ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مرتدین کے مقابلہ میں لشکر اسلام کو روانہ کیا حضرت عباس کے ہمراہ مشایعت کے لئے شہر کے باہر نکلے اور کہا اے عباس مدد کی دعا مانگو اور میں آمین کہتا جاؤں کیونکہ مجھے امید ہے کہ تمہاری دعا بوجہ اس کے کہ تمہارا تعلق حضور اکرم ﷺ سے ہے۔ بیکار نہیں جائے گی۔ چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

''یا عباس استنصروا انا اومن فانی ارجوان لایخیب دعوتک لمکانک من نبی اللہ''

لطیفہ: وہابیوں نے حضرت عباس کے وسیلہ کو تو مان لیا جبکہ انکا عقیدہ ہے کسی آدمی کو اللہ کی طرف وسیلہ بنانا شرک ہے نیز حضرت عباس کو وسیلہ بنانے سے حضور کی ذاتِ پاک سے وسیلہ پکڑنے کا انکار نہیں نکلتا حضور ﷺ کے وسیلہ ہونے اور حضور کے ذریعہ سے دعا مانگنے کا ثبوت مطلقاً اسی حدیث میں موجود ہے۔ اب اس مطلق توسل کو جو عام ہے حالتِ حیات اور وفات سے مقید بحالتِ حیات کرنا اور حالتِ وفات کی نفی کرنا کس قاعدہ سے ہے۔

غباوت یا عداوت

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وسیلہ کا انکار کرنا وہابیوں کی غباوت ہے یا عداوت کیونکہ یہ کہاں کا قاعدہ ہے کہ کسی ایک پر عمل کرنے سے دوسرے تمام امور کی نفی ہو جاتی ہے یہ وہابیوں کا خیال ہے کہ عباس کے وسیلہ سے حضور ﷺ کے وسیلہ کی نفی ہے اگر صحیح مانا جائے پھر تو کوئی کہہ سکتا ہے کہ اعمالِ صالحہ کا وسیلہ ناجائز ہے کیونکہ حضرت عمر نے عباس کا وسیلہ بنایا نماز استسقاء کیوں نہ پڑھائی۔

ثابت ہو کہ حضور اکرم ﷺ کی ذات پاک کا وسیلہ بنائیں یا حضور ﷺ کے

اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں کسی کو وسیلہ گردانیں لہٰذا مختلف اوقات میں دونوں پر عمل کیا۔ خود حضور کا بھی وسیلہ پکڑا جیسا کہ گذرا۔

(۴) جواب: حضور ﷺ کے چچا کو بھی وسیلہ دعا بنایا اس میں نفیٔ توسل نہیں ''فان اتصاف احد الشخصین بوصفٍ لایدل علیٰ نتفائہ من الاخر'' اسی بنا پر شیخ الاسلام تقی الدین سبکی نے بجواب ابن تیمیہ فرمایا ہے۔ ''لیس فی توسلہ باالعباس انکار للتوسل باالنبی ﷺ اوباالقبر'' عباس کے وسیلہ سے انکار ثابت نہیں ہوتا کہ حضور ﷺ کو وسیلہ بنایا جائے یا مزار کو جیسے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا۔ مزید سوالات وجوابات اور تفصیل فقیر کے رسالہ ''شرح حدیث عباس'' کا مطالعہ کریں۔

تمام اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کے لئے اللہ کے مقرر کئے ہوئے وسیلہ ہیں اور ایسا وسیلہ ہیں کہ حالتِ حیاۃ میں بھی وسیلہ تھے اور بعد وفات بھی قیامت تک وسیلہ ہیں۔ کیونکہ جو نام اللہ کریم نے اپنے کلام قدیم میں آپ کا تجویز فرمایا وہ تمام زبانوں میں حضور کی ذاتِ پاک کے لئے ثابت ہے۔

عبد المطلب کی پیشانی میں تھے تو وسیلہ بنے

حضور ﷺ دنیا میں تشریف لانے سے پہلے آپ کے جدامجد عبد المطلب کو قریش مصیبت کے وقت ہی نور کے سبب حل مشکلات کا وسیلہ بنایا کرتے تھے۔ چنانچہ امام المحدثین علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ میں کعب الاحبار سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں۔ جس میں کا ایک حصہ یہ ہے کہ ''وکان المطلب یفرح منہ راحۃ المسک الاذخر ونور رسول اللہ ﷺ یضئی فی غرتہ وکانت قریش اذا اصابہا قحط تاخذبید عبد المطلب فتخرج لہ الی جبل ثبیر فیتقربون بہ الی اللہ تعالیٰ ویسئلونہ ان یسقیہم الغیث فکان یغشیہم

ویسقیهم ببر کتہ نور محمد ﷺ غیثاً عظیماً"

ترجمہ: اور عبدالمطلب سے مشک اذخر کی خوشبو آتی تھی اور ان کی پیشانی میں رسولِ اکرم ﷺ کا نور چمکتا تھا۔ جب قریش میں قحط پڑتا عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل ثبیر کی طرف لے جایا کرتے تھے۔ اور اللہ پاک کی جناب میں وسیلہ پکڑتے اور بارش کے واسطے دعا مانگتے اللہ کریم ان کی فریاد کو سنتا اور نور محمد ﷺ کی برکت سے ان پر بارش نازل فرماتا۔

بچپن میں وسیلہ

مواہبِ لدنیہ میں ابن عساکر کے حوالہ سے حضور ﷺ کے پیدا ہونے کے بعد خلاصہ یہ ہے کہ سخت قحط کے وقت قریش نے ابی طالب سے فریاد کی کہ خشک سالی سے تباہ ہو گئے استسقاء کی دعاء مانگو۔

راوی کہتا ہے۔ ابو طالب نکلے اور ان کے ہمراہ ایک ایسا خوب صورت بچہ تھا۔ جیسے بادل میں سے آفتاب نکلا ہو۔ اور دیگر بچے بھی گرداگرد تھے۔ ابو طالب نے ان بچے یعنی حضرت محمد ﷺ کی پشتِ مبارک کو کعبہ سے لگا دیا اور حضور نے اپنی انگشت مبارک سے پناہ چاہی آسمان صاف تھا اچانک ادھر ادھر سے بادل آگئے اور خوب برسا یہاں تک کہ نالے بہہ نکلے اور جنگل سرسبز ہو گیا۔ اس وقت ابو طالب نے حضور ﷺ کی مدح میں قصیدہ لکھا جس کا ایک یہ شعر ہے۔

وابیض یستسقی الغمام بوجهه

ثمال الیتمیٰ عصمته الارامل

خلاصہ یہ کہ کلام الٰہی میں حضور رسول اکرم ﷺ کا نام پاک نور اور سراج منیر لیا ہے یہ دونوں چیزیں یعنی نور اور سراج یقیناً ذریعہ اور وسیلہ ظلمات اور تاریکیوں کے دور ہونے کا ہیں، ذات پاک حضور ﷺ دنیا میں تشریف لانے سے پہلے اور وقت

رونق افروزی دنیا اور بعد وفات ظلمات کفر اور گناہوں کی تاریکیوں کے دور ہونے کا ذریعہ ہیں لہٰذا وسیلہ سے دعا مانگنا درست ہے۔

وسیلہ اور ائمہ اربعہ

(۱) امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں

یا مالکی کن شافعی فی فاقتی — انی فقیر فی الوری لغنا کا

انت الذی لما توسل بک آدم — من زلةٍ فاز وهو اباکا

اے میرے مالک میرا شافع بن میری بے مائیگی میں۔ بیشک میں زمانے بھر میں آپ کے در دولت کا محتاج ہوں۔

آپ وہ ہیں کہ جب وسیلہ اختیار کیا آپ کا آدم علیہ السلام نے اپنی لغزش میں تو وہ کامیاب ہو گئے حالانکہ وہ آپ کے باپ ہیں (قصیدۃ النعمان)

(۲) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب خلیفہ ابو جعفر منصور مزار اقدس پر حاضر ہوا تو اس وقت مسجد نبوی میں حضرت امام مالک موجود تھے خلیفہ منصور نے کہا۔

"یاابا عبد الله استقبل القبلة وادعوا ام استقبل رسول الله ﷺ قال لم تصرف وجهک عنه وهو وسیلتک ووسیلة ابیک آدم علیه السلام الی الله بل ستقبله واستشفع به فیشفعه الله" (شفا شریف جلد ۲ ص ۳۳)

اے ابو عبداللہ میں کعبہ کی طرف منہ کر کے دُعا کروں یا رسول اللہ کی طرف منہ کروں۔ حضرت امام مالک نے فرمایا کس طرح تم اپنا چہرہ حضور ﷺ کی طرف سے پھیر سکتے ہو، حالانکہ وہ اللہ کی بارگاہ میں تمہارے اور تمہارے باپ آدم علیہ السلام کا

وسیلہ ہیں لہٰذا تم حضور ﷺ کی طرف منہ کرو اور ان سے شفاعت طلب کرو۔ اللہ اُن کی شفاعت قبول کرتا ہے۔

(۳) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

خطیب بغدادی تحریر فرماتے ہیں۔

''ان الامام الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی ایام ھو ببغداد کان یتوسل بالامام ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یجیء الیٰ ضریحہٖ یزور فیسلم علیہ ثم یتوسل الی اللہ فی قضاء حاجتہٖ''۔

(تاریخ خطیب بغدادی جلد ۱ ص ۱۲۳)

حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن دنوں بغداد میں تھے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توسّل کرتے تھے اُن کی قبر پر حاضر ہو کر اس کی زیارت کرتے۔ انھیں سلام کرتے، پھر اپنی حاجت پوری ہونے کے لیے اللہ کی بارگاہ میں انہیں وسیلہ بناتے۔

(۴) حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

امام یوسف نبھانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

''توسل الامام احمد بن حنبلٍ بالامام الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حتی تعجب ابنۂ عبداللہ بن الامام احمد بن حنبل من ذالک فقال الامام احمد ان الشافعی کالشمس للناس و کالعافیۃ للبدن''

(شواہد الحق ص ۱۶۶)

جب حضرت امام احمد بن حنبل نے حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توسل کیا تو امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے حضرت عبداللہ نے تعجب کیا اس پر امام احمد نے فرمایا کہ حضرت امام شافعی ایسے ہیں جیسے لوگوں کے لیے سورج اور بدن کے

لیے تندرستی۔

انتباہ: تمام دنیائے اسلام ان ائمہ اربعہ سے منسلک ہے اور یہ ائمہ اربعہ وسیلہ بالاشخاص کے نہ صرف قائل ہیں بلکہ عامل بھی ہیں اگر کوئی ان اربعہ ائمہ سے ہٹ کر وہابی بننا چاہتا ہے تو اسے کون روک سکتا ہے۔

وسیلہ اور علمائے امت و مشائخ ملت

(۱) حضرت علامہ سید محمد امین المعروف بابن عابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ردالمختار میں فرماتے ہیں:

''ذکر العلامۃ المناوی فی حدیث اللھم انی اسئالک واتوجہ الیک بنبیک نبی الرحمۃ ان الغربن عبد السلام انہ ینبغی کونہ مقصوراً علی النبی علیہ الصلوۃ والسلام وان لایقسم علی اللہ بغیرہ وان یکون من خصائصہٖ قال وقال السبکی بحسن التوسل بالنبی الیٰ ربہٖ ولم ینکرہ احدمن السلف ولا لخلف الاابن تیمیہ ولیدع مالم یقلہ عالم قبلہ اھ''

ترجمہ: امام مناوی نے حدیث اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک نبی الرحمۃ کے بارے میں فرمایا کہ عزبن عبدالسلام کا مذہب ہے کہ یہ وسیلہ صرف رسول اللہ ﷺ تک محدود ہو کہ اللہ کو سوائے نبی پاک ﷺ کے اور کسی کی قسم نہ دیجائے کیونکہ یہ صرف آپ کے خصوصیات سے ہے اور امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نبی پاک ﷺ کو اللہ کے حضور وسیلہ بنانا اچھا عمل ہے اس کا سلف و خلف میں کسی نے انکار نہیں کیا سوائے ابن تیمیہ کے یہ اس نے اپنی بدعت نکالی اس سے پہلے ایسی بات کہ عالم نے نہیں فرمائی (گویا ابن تیمیہ اور اس کی پارٹی بدعتی ہیں) فتاوی عالمگیریہ میں ہے۔

"ویبلغہ اسلام من اوصاہ فیقول السلام علیک یا رسول اللہ من فلان بن فلان یستشفع بک انی ربک الخ"

اور حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں اس کا سلام پہونچائے جس نے اسے وصیت کی کہ جب بارگاہ رسول ﷺ پہونچو تو میرا اسلام عرض کرنا اور کہے السلام علیک یا رسول اللہ از فلان بن فلان وہ آپ سے اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کا طالب ہے۔

(۴) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنی کے مزار شریف کی نسبت لطائف اشرفی جیسی معتبر کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنی وہاں فیض اٹھانے کے لئے حاضر ہوتے تھے اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

حضرت قدوۃ السالکین میفر مودند مردگان از آمدن زائر توجہ اور خبر دارند بتخصیص کہ ارواحِ اکابر اندک توجہ زائر مشعر ھے کر دند نقل است کہ حضرت سلطان المشائخ بزیارت مرقد متبرک حضرت خواجہ قطب الدین رفتند درحین خویشتن بخاطر شریف ایشاں رسید کہ آیا ازیں توجہ من روحانیت ایشاں اشعار داشتہ باشد۔ ہنوز ازیں خطور تمام نشدہ بود از مرقد منور ایشاں صدائے برآمد بعبارت فصیح۔

مرازندہ پند اچوں خویشتن | من آیم بجاں گرتو آئی بہ تن
مدان خالی از ہمنشینی مرا بہ | بینم ترا گرنہ بینے مرا

حضرت مولانا عمدۃ الاولیاء شیخ یعقوب صرخی رحمۃ اللہ علیہ اپنے سیاحت نامہ میں فرماتے ہیں۔

مزارات دہلی ہمہ کام بخش! | بد لہائے عشاق آرام بخش!
چہ گوئم ازاں کعبہ عارفین ! | کہ آں نیست روضۂ قطب دین!

(۵) حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ واسطے حصولِ فیضان کے حضرت خواجہ قطب

الدین کے مزار اقدس پر حاضر ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ زبدۃ المقامات کے ۲۳ میں مفصل مرقوم ہے۔

(۶) امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ اپنے رسالہ مبداء معاد میں اقرار کرتے ہیں کہ سیر سلوک کے وقت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک میری مدد ومعاون رہتی ہے۔ فرمایا کہ وازاں مشائخ عظام روحانیت حضرت خواجہ بختیار کاکی دیگراں امداد فرمود۔ الحق ایشاں درآں مقام شان عظیم دارند۔

(۷) ضمیمہ مقاماتِ مظہری میں حضرت شاہ غلام علی مجددی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روزے بر مزار حضرت خواجہ قطب الدین رفتہ گفتم شیئاً للہ شیئاً للہ ویدم یک حوض پر از آب کہ از کنارۂ اواب میریز والقاء شد کہ سینہ تو از نسبت مجددیہ پر است گنجائش دیگر ندارد

(۸) حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ رسالہ جزء لطیف میں فرماتے ہیں کہ اپنے والد ماجد کی قبر شریف پر بہت حاضر ہوتا رہا۔ جس سے راہِ توحید میرے اوپر کشادہ ہوگئی۔

(۹) فیوض الحرمین میں ہے:

"توجھت الیٰ قبور ائمۃ اھلِ البیت رضوان اللہ علیھم اجمعین فوجدت لھم طریقۃ خاصۃ"

یعنی میں اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبور کی توجہ کی تو ان کا طریقہ خاص اصل الطرق پایا۔

(۱۰) مشکوۃ شریف کے جامع شیخ والی الدین محدث اکمال فی اسماء الرجال میں حضرت ابی ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ ان کی قبر شریف سے لوگ شفا پاتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا:

"وقبرہ قریب من سورھا معروف الی الیوم معظم یسقسنون بہ فیشفون اکمـال" (ص ۶) اسی اکمال فی اسماء الرجال کے صفحہ ۵۹۳ میں سعید بن جبیر کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ ان کی قبر کی زیارت کی جاتی ہے۔

چنانچہ فرمایا کہ "ودفن سعید بظاھر واوسط العراق وقبرہ بھا یزار امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت لکھا ہے وقبرہ یزارہ۔ امام نووی کی قبر زیارت گاہ ہے"۔

(۱۳) عارف کامل شیخ سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں کو مخلوقات میں تصرف عطا فرمایا ہے۔ ان کے لئے حقائق کو بدل دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا مرتبہ دیا ہے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے کسی چیز سے کہتے ہیں کہ "ہوجا" تو وہ فوراً ہوجاتی ہے۔ (البرہان المؤید ص ۱۷۲)

(۱۴) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی "فیوض الحرمین ص ۱۱۹) کے دسویں مشاہدے میں فرماتے ہیں کہ! میں نے مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد روضۂ اقدس پر عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو فیضان فرمایا ہے۔ ان سے مجھے بھی مستفید فرمائیے کہ میں خیر وبرکت کی اُمید لے کر آپ کے حضور میں آیا ہوں (فرماتے ہیں کہ میں نے اتنا ہی عرض کیا تھا کہ) آپ ﷺ حالتِ انبساط میں میری طرف اس طرح متوجہ ہوئے کہ میں یُوں سمجھا کہ آپ نے اپنی چادر میں مجھے لے لیا ہے اور آپ نے اجمالی طور پر مجھے مدد دی۔ اور پھر آپ ﷺ نے مجھے بتایا کہ میں کس طرح اپنی ضرورتوں میں آپ ﷺ کی ذات سے استمداد کروں۔

(۱۵) علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں کہ عارف اور بزرگ مخلوقِ خدا کے لئے نفع رساں ہیں کہ ان کی برکت سے مخلوق فساد آفات وبلیّات سے محفوظ ہوتی ہے۔ (فتاوی حدیثیہ ص ۲۲۱)

(۱۶) علامہ قسطلانی شافعی اور پھر علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ اگر مخلوق کے بارے میں مشکل پیش آجائے۔ نقباء۔ نجباء۔ ابدال۔ عمر۔ اولیاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال وزاری کیا کرتے ہیں تو اگر ان کی درخواست قبول ہوجائے تو بہتر ورنہ پھر غوثِ وقت بارگاہِ الٰہی میں زاری کیا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان کی درخواست کو شرف قبولیت عطا فرماتے ہوئے مخلوق سے متعلق اس مشکل کو حل فرمادیتا

ہے۔ (المواہب اللدنیہ مع زرقانی ص ۱۵۲ جلد ۵)

(۱۷) حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں کہ ایک قسم ارباب معارف سے غوث ہیں یہ مرتبہ عظیم رکھتا ہے آسمی حالتِ اضطرار (بے قراری ومجبوری) میں اسی کے محتاج ہوتے ہیں۔ اور وہ مستجاب الدعوات ہوتا ہے۔ (شمائم امدادیہ ص ۲۲۲)

(۱۸) علامہ زرقانی مالکی لکھتے ہیں کہ انبیاء، ملائکہ، اور اولیاء کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی جناب میں سوال کرنا مستحب ہے۔ "واما الاستشفاع بھم مستحب"

(شرح مواہب جلد ۵ ص ۲۸۲)

(۱۹) علامہ زرقانی اسی صفحہ پر علامہ تستری کے ذریعہ حضرت معروف کرخی کا قول نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے شاگردوں سے فرمایا تھا کہ جب بھی تمہیں کوئی کام پیش آئے تو اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے میں مجھے وسیلہ بنایا کرو۔ کیونکہ وارثِ مصطفےٰ ہونے کی حیثیت سے میں تمہارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہوں۔

(۲۰) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وسیلہ سے برکت حاصل کیا کرتا ہوں اور ہر روز ان کی قبر کی زیارت کے لئے حاضر ہوتا ہوں اور اس کے قریب اللہ تعالیٰ سے حاجت روائی کی دعا کرتا ہوں تو میری حاجت پوری ہوجایا کرتی ہے۔ (تاریخ بغداد جلد ۱ ص ۳۹)

نوٹ: آپ کا ایک قول پہلے بھی گذرا ہے۔

الحمدللہ حق کے متلاشی کے لئے اتنا کافی ہے اور ضدی کے لئے دفاتر بھی ناکافی۔

فقط والسلام

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۱۷ ذیقعد ۱۴۲۱ھ بروز پیر ۱۲ فروری 2001ء

بہاول پور پاکستان

نام کتاب:

باادب کتّے اور بے ادب وھابی

مصنف: فیض ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ، العالی

ناشر: قطب مدینہ پبلشرز (کراچی)

نام کتاب

ھدایت دینے والا کون؟

مصنف: فیض ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ، العالی

ناشر: قطب مدینہ پبلشرز (کراچی)